OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

غیر مسلموں کے تہوار میں مسلمانوں کی شرکت: فقہ اسلامی کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

Muslim Participation in Non-Muslim Religious Festivals: A Critical Study in the Light of Islamic Jurisprudence

Madiha Aslam
M. Phil Scholar, Division of Islamic and Oriental Learning, University of Education Lower Mall Campus

Abstract

In Islam, festivals are intrinsically linked to faith and creed rather than mere entertainment. According to Prophetic tradition, Allah replaced the pre-Islamic festivals of Nowruz and Mihrajan with two superior days: Eid al-Fitr and Eid al-Adha, establishing a distinct religious identity for the Muslim Ummah. From a Sharia perspective, participating in or venerating the religious festivals of non-Muslims is prohibited. Classical scholars like Imam Ibn Taymiyyah emphasized that days or places associated with polytheistic beliefs must be avoided to preserve the sanctity of Monotheism (Tawhid). Exegetes of the Quran have interpreted the term al-Zoor in Surah Al-Furqan as referring to the festivals of polytheists, stating that avoiding such gatherings is a defining characteristic of the "Servants of the Merciful. “Besant, for instance, is a Hindu festival dedicated to the goddess Sarasvati, its regional popularity also links back to a memorial for a figure executed for blasphemy, making Muslim participation a violation of religious honor. Similarly, Valentine’s Day is rooted in Christian hagiography and promotes values contrary

CC BY

to Islamic modesty. Christmas, while ostensibly celebrating the birth of Prophet Jesus (peace be upon him), is heavily influenced by later theological distortions like the Trinity and pagan Roman traditions.Islam provides a comprehensive code of conduct that encourages social kindness and justice toward non-Muslims but strictly prohibits compromising on core beliefs. While social interaction is permitted, participation in rituals involving Shirk (polytheism) the most grievous sin in Islam is strictly forbidden. Islamic jurisprudence, supported by fatwas from institutions like Jamia Darul Uloom Binoria, clarifies that offering greetings, exchanging gifts, or adopting specific attire for these religious occasions validates false creeds and is therefore impermissible. The Companions of the Prophet serve as the primary model, as they completely severed ties with polytheistic rituals upon embracing Islam.

Keywords: Festivals, Besant, Valentine's Day, Christmas, Nowruz and Mihrajan

تمہید:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، زندگی کے اندر ہر پہلو میں ان کی رہنمائی موجود ہے، چاہے مرد ہو، عورت ہو، انفرادی زندگی ہو، اجتماعی زندگی ہو پیدائش سے لے کر موت تک اصول اور ہدایات مل جاتی ہے۔ لیکن دنیا میں جہاں مسلمان رہتے ہیں، وہاں ایک کثیر تعداد میں غیر مسلم بھی موجود ہیں۔ مسلمانوں میں اپنے طور طریقے، زندگی گزارنے کی معمولات ہے اور غیر مسلموں کی اپنی معمولات ہے۔ لیکن جب معاملہ دین کا ہو تو ایک سماج اور معاشرے کے اندر دونوں ایک دوسرے کو اپنے تقریبات میں بلاتے رہتے ہے، جبکہ ان پروگرامات میں بعض مذہبی تہوار بھی ہوتے ہیں، ایسے پروگرام اور مذہبی تہواروں میں مسلمانوں کو بھی شرکت کرنا پڑتا ہے۔ موجودہ دور میں "کثیر مذہبی معاشرہ" کی اصطلاح بہت زیادہ عام ہے یعنی ایسا معاشرہ اور سماج جس میں مختلف مذاہب کے ماننے والے رہتے ہوں سب اپنے مذہب پر عمل پیرا ہو اور دیگر مذاہب کا احترام بھی کرتے ہوں، ان کے درمیان ہر قسم کے خوش گوار تعلقات استوار ہو۔ اسلام پر جہاں بے شمار اعتراض ہیں وہاں ایک اعتراض یہ بھی ہے، اسلام اپنے پیروکاروں کو دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ مل کر رہنے سے روکتا ہے اور الگ رہنے کی تلقین کرتا ہے

وہ خود کو حق اور دیگر مذاہب کو باطل قرار دیتا ہے۔ مسلمانوں پر یہ اعتراض بے بنیاد ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خود مدینہ منورہ میں یہود اور غیر مسلموں کے ساتھ معاہدے اور تعلقات استوار کئے تھے۔

تہوار کا مفہوم:

تہوار اصل میں فارسی زبان کا لفظ ہے جو دو الفاظ کا مجموعہ ہے: 'تہ' (اصل یا بنیاد) اور 'وار' (دن یا وقت)۔ اردو لغت کے مطابق وہ دن جو کسی مذہبی یا قومی یادگار کے طور پر منایا جائے، عید، جشن یا میلے کا دن۔

حدیثِ نبوی (تہوار کی مذہبی حیثیت): جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ دو دن (نوروز اور مہرجان) کھیل کود میں گزارتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إن الله قد أبدلكم بهما خيرا منهما: يوم الأضحى ويوم الفطر"

"اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دو دنوں کے بدلے ان سے بہتر دو دن عطا فرما دیے ہیں: عید الاضحیٰ اور عید الفطر[1]۔"

تہوار کے دن لوگ خوشی میں مخصوص اعمال کرتے ہیں جن کا عام دنوں اہتمام نہیں کیا جاتا مثلاً:

- اسی دن خوشی منانا اور سوگ سے اجتناب کرنا۔
- کسی ایک یا مختلف جگہوں پر لوگوں کا اکٹھا ہونا۔
- خاص کھانوں کا اہتمام کرنا۔
- خاص لباس پر توجہ دینا۔
- تہوار کی مناسبت سے تقریبات منعقد کرنا۔
- اس روز کی چھٹی کرنا وغیرہ

امام ابن تیمیہؒ [2] غیر مسلموں کے تہواروں کی دو اقسام کرتے ہیں، وہ فرماتے ہے

"فإن كل ما عظم بالباطل من مكان أو زمان أو حجر أو شجر أو بنية يجب قصد إهانته، كما تهان الأوثان المعبودة، وإن كانت لولا عبادتها لكانت كسائر الأحجار"

"پس ہر وہ جگہ، زمانہ، پتھر، درخت یا عمارت جسے باطل طریقے سے تعظیم دی گئی ہو، اس کی (شرعی) پوجنے کا قصد کرنا واجب ہے، بالکل اسی طرح جیسے ان بتوں کی پوجا کی جاتی ہے جن کی عبادت ہوتی ہے۔ اگرچہ ان کی عبادت نہ کی جارہی ہوتی تو وہ بھی دیگر عام پتھروں کی طرح ہی ہوتے۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی اس عبارت سے غیر مسلموں کے تہوار اور رسومات کے حوالے سے دو بڑی اقسام ہمارے سامنے آتی ہیں، ایک زمانی، دوسرا مکانی۔

- **زمانی:** وہ جو کسی خاص دن سے منائے جاتے ہو۔
- **مکانی:** وہ جو کسی خاص مکان کے ساتھ مخصوص ہو۔

غیر مسلموں کے تہواروں کی اقسام:

تہوار ہماری تہذیب کو واضح کرتے ہیں جو ایمان، ثقافت اور معاشرت سے جوڑے ہوتے ہیں۔ اہل ایمان کے معاشرے میں غیر مسلموں کے تہواروں سے آگاہی ضروری ہے تاکہ وہ ان کی حقیقت کو سمجھ کر ان میں شرکت نہ کریں اور اسی طرح اپنے شعائر کی حقانیت سے آگاہی بھی ضروری ہیں ذیل میں غیر مسلموں کے بعض مذہبی تہواروں کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جارہا ہے۔

1۔ بَسَنت تہوار:

بسنت ہندو دھرم کا مخصوص تہوار ہے، جو ہزاروں سال سے اُن کی عید کے طور پر معروف چلا آرہا ہے، اس دن اِن کے ہاں طرح طرح کے کھانے پکاکر برہمنوں کو کھلائے جاتے تھے، مستند مؤرخ وریاضی دان ابوریحان البیرونی[3] کہتے ہیں: "اسی مہینے (یعنی بیساکھ) میں استواء ربیعی ہوتا ہے جس کا نام بسنت ہے، حساب سے اس وقت کا پتہ لگاکر اس دن عید کرتے اور برہمنوں کو کھلاتے ہیں۔" بہار کے پہلے ہفتے جب کھیتوں میں سرسوں کے پیلے پھول لہرانے لگتے ہیں تو یہ لوگ زرد کپڑے پہنتے ہیں، پیلے چاول کھاتے ہیں، بھنگڑا ناچ ہوتا ہے، یہ تہوار مناکر اپنی دیوی "سرسوتی" اور دوسری دیویوں اور دیوتاؤں کو یہ لوگ خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

دیوالی(ہندوؤں کا تہوار)

چمن لال[4] کے مطابق جنوبی ہند میں یہ روایت مشہور ہے کہ کرشنا اور نراکاسور اس دن بھگوان کرشن نے ظالم دیو (Demon) نراکاسور کو شکست دے کر اس کی قید سے 16,000 خواتین کو آزاد کرایا تھا۔ اس خوشی میں چراغاں کیا گیا تھا۔ دیوالی عام طور پر ہندو کیلنڈر کے مطابق قمری مہینے کارتک کے 15 ویں دن منائی جاتی ہے۔ اس دن پوری دنیا کے ہندو خوشی مناتے ہیں یہ پانچ روزہ تہوار ہے۔ گھروں، دکانوں اور عوامی مقامات کو تیل کے چھوٹے چھوٹے لیمپوں سے سجایا جاتا ہے جنہیں دیا کہتے ہیں۔ ان کے مطابق، جب رام نے راون کو شکست دی تو اس دن اپنی بیوی سیتا اور بھائی لکشمن کے ساتھ ایودھیا کی بادشاہی میں واپس آئے۔ رام چودہ سال کی جلاوطنی کے بعد واپس آئے تھے اور ان کی رعایا نے حکمران کے استقبال کے لیے ایودھیا کی گلیوں کو دیپ جلاکر روشن کر دیا تھا۔ مبارک ایک عربی لفظ ہے اور اسلامی اصطلاح ہے۔ لوگ اس موقع پر دیوالی مبارک کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اس میں دو خرابیاں ہیں۔ ایک یہ کہ دیوالی کی کسی بھی الفاظ میں مبارکباد دینا جائز نہیں اور دوسری یہ کہ اسلامی اصطلاحات کے ساتھ مبارکباد دینا اس کی شناعت اور قباحت کو مزید بڑھادیتا ہے۔ اس لیے اس سے احتراز لازمی امر ہے۔ کسی بھی الفاظ میں مبارکباد دینے والا شخص گناہ گار ہوگا۔ س سلسلے میں امام ابن القیم[5] رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وأما التهنئة بشعائر الكفر المختصة به فحرام بالاتفاق ، مثل أن يهنئهم بأعيادهم وصومهم ، فيقول: عيد مبارك عليك ، أو تهْنأ بهذا العيد ونحوه ، فهذا إن سلم قائله من الكفر فهو من المحرمات وهو بمنزلة أن يهنئه بسجوده للصليب بل ذلك أعظم إثماً عند الله ، وأشد مقتاً من التهنئة بشرب الخمر وقتل النفس ، وارتكاب الفرج الحرام ونحوه ، وكثير ممن لا قدر للدين عنده يقع في ذلك ، ولا يدري قبح ما فعل ، فمن هنّأ عبداً بمعصية أو بدعة ، أو كفر فقد تعرض لمقت الله وسخطه

"کفریہ شعائر پر تہنیت (مبارکباد کا خط، خوشی کا پیغام) دینا حرام ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے، مثال کے طور پر انکے تہواروں اور روزوں کے بارے میں مبارکباد دیتے ہوئے کہنا، آپکو عید مبارک ہو" یا کہنا" اس عید پر آپ خوش رہیں وغیرہ، اس طرح کی مبارکباد دینے سے کہنے والا کفر سے تو بچ جاتا ہے لیکن یہ کام حرام ضرور ہے، بالکل اسی طرح حرام ہے جیسے صلیب کو سجدہ کرنے پر اُسے مبارکباد دی بہت سے ایسے لوگ جن کے ہاں دین کی کوئی وقعت ہی نہیں ہے ان کے ہاں اس قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں اور انہیں احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ کتنا برا کام کر رہا ہے، چنانچہ جس شخص نے بھی کسی کو گناہ، بدعت، یا کفریہ کام پر مبارکباد دی وہ یقیناً اللہ کی ناراضگی مول لے رہا ہے"۔

لہذا کفار کو مبارکباد دینا حرام ہے، چاہے کوئی آپ کا ملازمت کا ساتھی ہو یا کوئی اور۔ اگر وہ ہمیں اپنے تہواروں پر مبارکباد دیں تو ہم اسکا جواب نہیں دینگے، کیونکہ یہ ہمارے تہوار نہیں ہیں اور اس لئے بھی کہ ان تہواروں کو اللہ تعالی پسند نہیں کرتا، کیونکہ یا تو یہ تہوار ان کے مذہب میں خود ساختہ ہیں یا پھر انکے دین میں تو شامل ہیں لیکن نبی کریم ﷺ پر ساری مخلوق کیلئے نازل ہونے والے اسلام نے انکی حیثیت کو منسوخ کر دیا ہے۔

2۔ ویلنٹائن ڈے:

شفیق الرحمن[6] اپنی کتاب " دجلہ (Dajla) " میں بیان کیا ہے کہ

"جب رومی بت پرستوں نے نصرانیت قبول کر لی اور عیسائیت کی ظہور کے بعد اس میں داخل ہو گئے تو تیسری صدی میلادی میں رومانی بادشاہ "کلاودیس روم" نے اپنی فوج کے لوگوں پر شادی کرنے کی پابندی لگادی کیونکہ پھر وہ اپنی بیویوں کی وجہ سے جنگوں میں نہیں جاتے تھے۔ لیکن "ویلنٹائن " نے اس فیصلے کی مخالفت کرتے ہوئے خاموشی سے فوجیوں کی شادی کروانے کا اہتمام کیا، لیکن جب " کلاودیس "کو اس کا علم ہوا تو اس نے "ویلن ٹائن " کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور پھانسی کا فیصلہ کیا، قید کے دوران انہی " ویلنٹائن "کو جیلر کی بیٹی سے محبت ہو گئی اور سب کچھ خفیہ ہوا، کیونکہ پادریوں اور راہبوں کے لئے عیسائیوں کے نزدیک شادی کرنا اور محبت کرنا حرام ہیں، نصاریٰ نے ان کو نصرانیت پر قائم رہنے کی تاکید کیا، لیکن شہنشاہ روم نے اسے عیسائیت ترک کر کے رومی (بت پرستی) دین قبول کرنے کا کہا، کہ اگر وہ عیسائیت چھوڑ دیں تو اسے معاف کیا جائے گا۔ لیکن ' ویلنٹائن' نے اس سے انکار کر دیا اور اپنی مذہب کو ترجیح دی اور اس پر قائم رہنے کا فیصلہ کیا تو 14 فروری 270ء کے دن اسے پھانسی دے دی گئی اور اسی دن سے ان کو "قدیس " یعنی پاک باز بشپ کا خطاب دیا گیا۔ اس قربانی کے نتیجے میں اہل کلیسا نے 14 فروری کو ' ویلن ٹائن ' کی یاد میں ایک مذہبی تہوار منانا شروع کیا ہے۔ "علامہ اقبال[7] نے کیا خوب فرمایا:

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہو گا

3۔ اپریل فول:

"اپریل فول" یہ وہ تہوار ہے جس میں جھوٹ اور خرافات کی ترویج ہوتی ہے، کیونکہ ماہ اپریل کی ابتدائی تاریخوں میں لوگ مذاقاً جھوٹ کے ذریعے ایک دوسرے کو بے وقوف بناتے ہیں اور اس احمقانہ فعل کو "اپریل فول" کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ تہوار یکم اپریل کو منایا جاتا ہے، اس دن لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مذاق میں حد سے بڑھ جاتے ہیں، لیکن جب مسائل پیدا

ہو جائے تو پھر کہتے ہے کہ یہ تو " اپریل فول " ہے۔یعنی یکم اپریل کو جھوٹ اور مذاق میں سب کچھ جائز ہے کیونکہ اس پر یہ تہوار منایا جاتا ہے، "پہلے پہل فرانس میں سال کی ابتدا جنوری کی بجائے اپریل سے ہوتی تھی۔1645ء میں فرانس کے حکمران شارل نہم نے اپریل کی بجائے جنوری سے سال شروع کرنے کا حکم دیا۔اسی طرح موسم بہار کی ابتدا ماہ اپریل سے ہوتی ہے تو رومیوں نے اس مہینے کے پہلے دن کو محبت، خوبصورتی کے خدا، ہنسی اور خوش قسمتی کی ملکہ ،(جنہیں وہ 'فینوز' کہتے تھے) کے حوالے سے منعقدہ تقریبات کے لئے مخصوص کر دیا۔روم میں بیوائیں اور دوشیزائیں 'فینوز' کے عبادت خانہ میں جمع ہو کر اس کے سامنے اپنے جسمانی اور نفسانی عیوب افشا کر کے اس سے درخواست کیا کرتی تھیں کہ وہ ان کے عیوب کو ان کے خاوندوں کی نظر سے مخفی رکھے یعنی ان پر ان عیوب کو ظاہر نہ ہونے دے۔ "سیک سنا" قوم اس مہینے میں اپنے خداؤں سے دور ہٹ کر خوشی کی تقریبات منعقد کیا کرتی تھیں۔ایسٹر ان کا قدیم خدا ہے جسے آج کل عیسائیوں کے ہاں 'عید الفصح' کہا جاتا ہے۔

4۔ کرسمس ڈے:

مسیح کے یوم ولادت کی عبادت کے دن کو کہا جاتا ہے، عام طور پر اسے ولادت مسیح کا دن کہا جاتا ہے، 25 دسمبر کو عیسائی حضرات اسے مذہبی تہوار کے طور پر مناتے ہیں۔25 دسمبر کو عیسائی سیدنا عیسیؑ کی پیدائش کی خوشی میں عید منائی جاتی ہیں۔ اس حوالے سے عبد الوارث ساجد[8] لکھتے ہے "سیدنا عیسیؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے کم از کم تین صدیوں تک عیسائیوں میں یہ تہوار نہیں منایا ،اس لئے عیسائیوں کے بیشتر عقائد کا پس منظر مشرکانہ ہے۔ جس کی آغاز مختلف ادوار میں عیسائیوں نے کیا ہے، در اصل عیسائی تعلیمات کو برباد کرنے میں دو اہم شخصیات کا کردار بہت اہم ہے۔ اول " سینٹ پال " جس نے اصل عقائد مسخ کر کے بالکل نئے عقائد عیسائیت میں داخل کر دیئے، یعنی کفار کی عقیدہ تثلیث کا نظریہ، خدا کے بیٹے کا نظریہ، ختنے کے سنت کا خاتمہ، ایسٹر کی ایجاد اور مصلوب کیے جانے کا عقیدہ یہ سب سینٹ پال کی ایجاد کردہ عقاید ہے۔جو کہ آج عیسائی اس کو انتہائی جوش خروش سے مناتے ہیں۔ دوسری شخصیت رومی بادشاہ "کانسٹنٹاین" ہے، انھوں نے دوسرے مذہب چھوڑ کر عیسائیت قبول کی تھی، جس کی وجہ سے عیسائیت کو بے حد فروغ حاصل ہوا تھا۔" اس کے دور تک کئی ایسے انجیل موجود تھی اور ان کا باقاعدہ مطالعہ کیا جاتا تھا جن میں بڑی حد تک صحیح مواد موجود تھے۔ان میں ایک انجیل برناباس تھی، لیکن اس بادشاہ نے چار ملاوٹ شدہ انجیل نافذ کی اور باقی تمام انجیلوں کو جلایا اور دنیا سے صحیح عقائد والی انجیل ختم ہوئی۔"

غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت کے لیے شرعی نقطہ نظر:

جس کا حل قرآن وسنت میں نہ ملے اس لئے تو امام شافعیؒ سے منسوب ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ جو بھی مسئلہ ہو میں اس کا حل قرآن سے نکالوں گا،اس کا مقصد یہ ہے کہ قرآن ایک کامل اور مکمل کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے سال میں دو عیدین مقرر کئے ہے۔اور یہ اہل اسلام کی امتیازی شان اور حیثیت قائم رکھنے کے لیے الگ عیدین اللہ تعالیٰ نے دی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"والذ ین لا یشھدون الزور واذا مرو ابااللغو مروا کراما "[9]

"اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی بیہودہ بات کے پاس سے گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھالتے ہوئے گزر جاتے ہیں "

علامہ ابن تیمیہ ؒ[10] نے اس آیت میں لفظ "الزور" کی تفسیر میں خیر القرون کے اندر گزرے فقہاء امت کے اقوال کو ذکر کیا ہیں" عن مجاهد قال: هو أعياد المشركين " وكذلك عن الربيع بن أنس قال: أعياد المشركين ،عن الضحاك قال: " عيد المشركين، وروى بإسناده عن عمرو بن مرة:قال" لا يمالئون أهل الشرك على شركهم ولا يخالطونهم"

"مجاہد بن جبرؒ فرماتے ہیں الزور سے مراد مشرکین کی عید اور تہوار ہیں۔ ربیع بن انسؒ فرماتے ہے کہ اس سے مراد غیر مسلموں کے تہوار ہے، ضحاک بن مزاحمؒ معروف تابعی ہیں، فرماتے ہیں الزور سے مراد مشرکین کی عید اور تہوار ہیں، عمرو بن مرۃ فرماتے ہے کہ مؤمنوں کی ایک صفت یہ ہے غیر مسلموں کے اختلاط سے بچتے ہیں۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر ؒ[11] نقل کرتے ہے:

"وهذه أيضا من صفات عباد الرحمن، أنهم: لا يشهدون الزور قيل: هو الشرك وعبادة الأصنام. وقيل: الكذب، والفسق، واللغو، والباطل.وقال محمد بن الحنفية: هو اللهو والغناء".

"یہ بھی عباد الرحمن کی صفت ہیں کہ وہ جھوٹی گواہیوں کے میں داخل نہیں ہوتے یا اس سے مراد شرک اور بتوں کی عبادت ہے یا اس سے جھوٹ لغو، باطل اور گمراہی کی مجالس ہے، امام محمد بن حنفیہ نے فرمایاہے اس سے مراد لہو اور گانے ہیں"

مفسر قرآن ابو زہرۃ[12] ؒ مذکورہ آیت کے نیچے فرماتے ہیں:

ويتضمن ذلك النهي الاعتماد على الظالم، والإدهان إليه والميل إليه، والتودد له، والتقرب منه، ومعاونته في الأمر الذي يفعله، وقوله تعالى: (الَّذِينَ ظَلَمُوا) أي الذين وقع منهم الظلم، وإن لم يتصفوا بالظالمين، ولقد قال الرسول صلى الله عليه وسلم في معاونة الظالمين: " ومن سعى مع ظالم، فقد سعى إلى جهنم "؛ لأنه عاونه في ظلمه"

نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے صحابہ کرام، کافرانہ اور مشرکانہ تہواروں میں حصہ لیا کرتے، لیکن جیسے ہی صحابہ کرام نے اسلام قبول کیا، انہوں نے کافرانہ اور مشرکانہ تہواروں سے بھی مکمل قطع تعلق کر لیا اور کبھی ان تہواروں کی نسبت سے کوئی ذرا سا کام بھی نہیں کیا۔ نہ کافروں اور مشرکوں کو ہدیہ دیا، نہ مبارک باد کہی، نہ اس تہوار پر ان کے اجتماع میں گئے نہ کافروں کی طرح کوئی خاص لباس پہنا، نہ خاص کھانے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

قرآن کریم کے اندر موجود ہے جب اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ آیئے ہم باہم دشمنی کرنے کی بجائے اس بات پر مصالحت کر لیتے ہیں کہ ایک روز آپ ﷺ کے معبود کی ہم سب مل کر عبادت کر لیا کریں گے اور ایک روز سب مل کر ہمارے بتوں کی پوجا کر لیا کریں گے تو جواب میں اللہ تعالی نے سورۃ کافرون[13] نازل فرمائی :

"قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۔ "

اے پیغمبر کہہ دیجئے، اے کافرو! میں پرستش نہیں کروں گا جن کی تم پرستش کرتے ہو اور نہ ہی تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم نے عبادت کی اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو، جس کی عبادت میں کرتا چلا آرہا ہوں، تمہارے لئے آپ کا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ کی زبان مبارک کے ذریعے یہ دوٹوک اعلان تھا کہ حق کسی قسم کا سمجھوتہ باطل کے ساتھ نہیں کر سکتا۔ اسلام اور کفر دونوں کے راستے قطعی جدا جدا ہیں۔ سنن ابی دواد[14] میں ہے۔

عن ثابت بن الضحاك قال : نذر رجل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم أن ينحر إبلا ببوانة فأتى النبى ﷺ فقال : إنى نذرت أن أنحر إبلا ببوانة, فقال النبىﷺ: هل كان فيها وثن من أوثان الجاهلية يعبد؟ قالوا : لا. قال : هل كان فيها عيد من أعيادهم ؟ قالوا : لا، قال رسول الله ﷺ: أوف بنذرك فإنه لا وفاء لنذر فى معصية الله ولا فيما لا يملك ابن آدم"

ایک آدمی نے نذر مانی کہ وہ" بوانہ "مقام پر اونٹ ذبح کرے گا تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تو نہیں، جس کی عبادت کی جاتی ہو ؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا! کہ اس جگہ میں ان کے میلوں میں سے کوئی میلہ تو نہیں لگتا؟ صحابہ کرام نے کہا نہیں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر لے اور یاد رکھو! اللہ کی نافرمانی میں نذر کو پورا نہیں کرنا اور نہ اس کو پورا کرنا ہے جس کا انسان مالک نہ ہو" یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جس مقام پر مشرکین کا میلہ لگتا ہو یا اس مقام پر ان کا کوئی بت وغیرہ نصب ہو، بحیثیت مسلمان ہم پر لازم ہے کہ ایسے مقامات میں شرکت نہ کریں، کیونکہ مشرکین کا کسی جگہ پر میلہ لگانا یا کسی مقام پر ان کا غیر اللہ کی عبادت کرنا، ایک مسلمان کی شایان شان نہیں ہے۔ ایک جگہ سنن الکبری[15] میں ہے

عن عطاء بن دينار قال قال عمر رضي الله عنه لا تدخلوا على المشركين في كنائسهم يوم عيدهم فإن السخطة تنزل عليهم

عطاء بن دینار نقل کرتے ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مشرکوں کی عید کے دن ان کے گرجا گھروں 'چرچ' میں مشرکوں کے پاس نہ جاؤ کیونکہ ان پر (اللہ کی) ناراضگی نازل ہوتی ہے. عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جو جلیل القدر صحابی رسول ﷺ ہے اور دوسرا خلیفۃ المسلمین ہے، جب وہ کوئی بھی مسئلہ بیان کرتا ہو، تو انہوں ضرور نبی کریم ﷺ سے سنا ہو گا کیونکہ یہ بات خلاف القیاس ہے اور محدثین کے ہاں اصول یہ ہے کہ جب ایک صحابی کوئی خلاف القیاس بات نقل کریں تو وہ حدیث متصور ہو گا، لہذا اس قول سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کے پاس جا کر ان کی تہواروں میں شرکت کرنا، یا ان کی عبادت گاہوں میں جا کر بیٹھنا، اللہ تعالی کے عذاب کو دعوت دینا ہے، کیونکہ ان کے تہوار اور عبادت گاہوں میں صراحتاً اللہ اور رسول ﷺ کے نافرمانی ہوتی ہیں اور شرکیہ افعال اور اعمال کئے جاتے ہیں، باطل عقائد کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ ان غیر مسلموں پر پہلے سے ہی اللہ تعالی کا غضب و غصہ نازل ہوتا ہے لیکن جو مسلمان انکے پاس بیٹھتا ہے وہ بھی اللہ تعالی کی غصہ کی لپیٹ میں آجائے گا۔

ملا علی القاری ؒ[16] نے غیر مسلموں کے تہوار اور اس میں ایک دوسرے کو تحفے دینے کے حوالے سے لکھا ہے:

"فیه دلیل علی أن تعظیم النیروز والمهرجان وغیرهما أي: من أعیاد الکفار منهي عنه. قال أبو حفص الکبیر الحنفي: من أهدی في النیروز بیضة إلی مشرك تعظیما للیوم فقد کفر بالله تعالی، وأحبط أعماله"ملا علی قاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مشہور حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی رو سے غیر مسلموں کے تہواروں میں منع ہونے کی واضح دلیل ہے، حتی کہ امام ابو حفصؒ نے فرمایا کہ جو مسلمان نیروز کے دن کسی غیر مسلم کو ان کی تہوار کی وجہ سے گفٹ دے دیں، یعنی ان کے تہوار میں جا کر تحفے دے تو اس نے کفری عمل کیا ہے۔

غیر مسلموں کی تقریبات میں شرکت کے حوالے سے مختلف فتاوی جات:

1۔ جو کہ عرب علماء کی ایک کمیٹی ہے اور آن لائن فتاوی جات دیتے ہے، ان کی تحقیق غیر مسلم کی مذہبی تہواروں کے حوالے یہ ہے:

وأما مشاركة غیر المسلمین في أعیادهم الدینیة فالقول بالحرمة تدل علیه نصوص الشرع، ولیس هناك من قول معتبر یری جواز مشاركة غیر المسلمین في أعیادهم الدینیة "[17]

جہاں تک غیر مسلموں کی ان کے مذہبی تہواروں میں شرکت کا تعلق ہے، اسلامی قانونی نصوص سے اس ممانعت کی تائید ہوتی ہے اور ایسی کوئی صحیح رائے نہیں ہے جو اس طرح کی شرکت کی اجازت دیتی ہو۔

2۔ جامعہ دارالعلوم بنوریہ ٹاؤن کے مشترکہ کمیٹی برائے افتاء کا فتوی بھی یہ ہے کہ غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت بالکل ناجائز اور حرام ہے:

"غیر مسلموں کو ان کے مذہبی تہوار پر مبارکباد دینا، ہدایا دینا یا ان کی مجالس میں شرکت کرنا گویا ان سے محبت اور ہمدردی کا اظہار اور ان کے مذہبی شعار اور تہوار میں شریک ہونا ہے، جو کہ شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔ اگر ان کے مذہبی تہوار کی تعظیم، تکریم اور احترام کرتے ہوئے کوئی مبارکباد دے یا ہدیہ دے تو یہ موجبِ کفر ہے، اگر محض رسمی طور پر کہہ دے تب بھی اندیشۂ کفر ہے، لہذا اس طرح کی مارکیٹنگ سے اجتناب ضروری ہے [18]"

3۔ دارالعلوم دیوبند[19] کا فتوی ہے کہ " غیر مسلم قوم کے مذہبی پروگرام میں شریک ہونا "

ان کے مطابق غیر مسلموں کی دعوت میں شرکت شریعت میں جائز نہیں ہے لیکن اگر ایک ساتھ کام کرتے ہوں تو ایک ساتھ پیسے ملا کر دعوت رکھی جائے اول تو اجتناب کیا جائے مگر ساتھ کھانے میں بھی مضائقہ نہیں۔

4۔ دار الافتاء جامعہ عثمانیہ پشاور[20]" غیر مسلموں کے تہواروں میں شامل ہونا اور ان کو مبارکباد دینا"

غیر مسلموں کے تہواروں میں شریک ہونا اور ان کے تہواروں کے موقع پر ان کو مبارکباد دینا ان سے محبت کی علامت ہے، نیز شرکت ان کی جمعیت میں کثرت کا سبب بھی ہے، اس لیے یہ شرعاً جائز نہیں، اسی طرح اس موقع پر ان کو اس تہوار کی تعظیم کی خاطر مبارکباد دینا یا ان کو ہدایا دینا جائز نہیں۔ بلکہ اگر اس سے ان کے دین کی تعظیم مقصود ہو تو اس میں کفر کا قوی اندیشہ ہے، لہذا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ غیر مسلموں کے ساتھ یکجہتی یا محبت کی غرض سے ان کے تہواروں میں شرکت سے مکمل اجتناب کریں، تاہم جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں وہاں اگر محض کسی جائز مصلحت کی بنا پر توریۃً مبارکباد دیا جائے، جب کہ دل میں اس تہوار کی عظمت نہ ہو، تو اسکی گنجائش ہو گی۔

غیر مسلم سے اس کے تہوار پر تحفہ لینا:

غیر مسلمانوں سے تہوار پر تحفہ لینا اور دینا سے مولانا محمد سعید عطاری[21] مدنی جو دارالافتاء اہلسنت بیان ہے
"غیر مسلموں کے تہوار کے موقع پر ان سے تحائف وصول کرنا منع ہے کہ یہ ایک طرح سے ان کے اس تہوار میں شرکت ہے"

کافروں کے سماجی اور ثقافتی تہواروں میں شرکت کی حدود :

ایک معاشرے کے اندر بہت سی قومیں رہتی ہیں، جن کا تعلق مختلف مذاہب و نظریات سے ہوتا ہے اور یہ فطرت انسانی میں داخل ہے کہ معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور ایک اچھا معاشرہ تشکیل کر کے امن کے ساتھ زندگی گزاری جائے، لیکن اسلام نے جو حدود مقرر کیے ہیں ان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ مکی عہد میں مسلمان مشرکین کے ساتھ رہتے تھے۔ حبشہ میں مہاجرین عیسائیوں کے درمیان اور مدینہ کے اطراف میں یہودیوں کے قبائل آباد تھے اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی معاشرتی تعلقات جاری تھے۔ ان مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان خوش گوار سماجی تعلقات تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان پر کبھی بھی غیر قانونی پابندیاں نہیں لگائیں۔ ہر مذہب کے اندر کچھ مخصوص تہوار اور تقریبات منائی جاتی ہیں لیکن ان میں سماجی بھی اور مذہبی بھی ہو سکتی ہیں، غیر مسلموں کے ہاں جو مذہبی تہوار ہیں ان میں شرکت حوالے سے پچھلے صفحات کے اندر دلائل ذکر کیے جا چکا ہے، لیکن جو تہوار خالص مذہبی نہ ہو بلکہ سماجی اور ثقافتی ہو تو کیا ایک مسلمان کے لئے اس میں شرکت جائز ہو گی؟

1۔ شرکیات سے اجتناب:

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اسلام کا سب سے پہلا رکن توحید ہے جس کے بغیر کوئی بندہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اس کے مقابلہ میں اس نے شرک پر سخت تنقید کی ہے شرک اللہ کی کتاب میں ناقابل معافی گناہ ہے اور اس کے مرتکب پر اللہ نے جنت حرام کر دی سورۃ النساء[22] میں ارشاد ہے کہ

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَن يَشَآء ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْماً عَظِيْماً"

"اللہ بس شرک کو ہی معاف نہیں کرتا، اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھہرایا اس نے تو بہت ہی بڑا جھوٹ تصنیف کیا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی "

مسلم شریف[23] میں بیان ہے کہ

" عبد الرحمن بن أبي بكرة، عن أبيه، قال: كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: «ألا أنبئكم بأكبر الكبائر؟ ثلاثا ،الإشراك بالله، وعقوق الوالدين، وشهادة الزور – أو قول الزور ، وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم متكئا، فجلس فما زال يكررها حتى قلنا: ليته سكت"

عبدالرحمن بن ابی بکر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو بڑا کبیرہ گناہ نہ بتلاؤں؟ تین بار آپ ﷺ نے یہی فرمایا، پھر فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا (یہ تو ظاہر ہے کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے) دوسرے اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرنا، تیسرے جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ بولنا۔ اور رسول

اللہ ﷺ تکیہ لگائے بیٹھے تھے، آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور بار بار یہ فرمانے لگے، تاکہ لوگ خوب آگاہ ہو جائیں اور ان کاموں سے باز رہیں، حتیٰ کہ ہم نے اپنے دل میں کہا کہ کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔

ان روایات سے واضح ہو تا ہے شرک اللہ تعالی معاف نہیں فرماتا تو ایک مسلمان کس طرح اتنی جرأت کرکے رب کریم کے غضب کو دعوت دیتاہیں، اس لیے غیر مسلموں کی تقریبات میں شرکت کرتے وقت ان تمام اعمال سے لازماًپرہیز کیا جائے گا جو صراحۃً شرکیہ ہوں، یا ان میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہو۔

2۔ غیر مسلموں کو سلام کرنا

مسلمانوں کو جن الفاظ سے سلام کا حکم دیا گیا ہے غیر مسلموں کو ابتداءً اسی طرح سلام کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ اہلِ اسلام اور اہلِ جنت کا تحیہ ہے، یعنی مخاطب کو متعین کرکے اسے سلامتی کی دعا دینا اور السلام علیکم کہنا۔ البتہ اگر غیر مسلم سلام میں پہل کرے تو اسے سلام کا جواب دے دینا چاہیے، لیکن جواب میں "وعلیکم السلام" پورا نہیں کہا جائے، بلکہ صرف "وعلیک" کہنے پر اکتفا کیا جائے۔ اور اگر غیر مسلم کو ابتداءً سلام کرنا پڑے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ میں اس کا حل بھی موجود ہے، نبی کریم ﷺ نے غیر مسلم حکمرانوں کو مختلف خطوط ارسال فرمائے تھے ان کی ابتدا میں نبی کریم ﷺ نے "اَلسَّلَامُ عَلَی مَنِ اتَّبَعَ الْہُدیٰ" کے الفاظ تحریر فرمائے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے معلوم ہوا کہ عمومی احوال میں غیر مسلموں کو ابتداءً سلام نہ کیا جائے ہاں اگر کسی موقع پر اس کی ضرورت ہو تو مخاطب کو متعین کیے بغیر عمومی الفاظ میں سلام کے الفاظ کہے جائیں جیسے "اَلسَّلَامُ عَلَی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدیٰ"، یعنی اس پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔ لہٰذا ضرورت کے مواقع پر ابتداءً ان الفاظ میں سلام کرنے کی اجازت ہے۔

" عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:" إذا سلم عليكم اليهود، فإنما يقول أحدهم: السام عليك، فقل: وعليك[24]"

" جب تم کو یہود سلام کرتے ہیں تو وہ کہتے السام علیک وہ یہ لفظ استعمال کرتے تھے اس کا معنی ہے تم جلدی مر جاؤ۔ تو آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جواب میں تم بھی یہی الفاظ کہو وعلیکم یعنی تم کو بھی ایسا ہی ہو"

لہٰذا کسی غیر مسلموں کی تہوار میں شرکت کرنا ہو تو اس کو "السلام علیکم" کے الفاظ سے سلام نہیں کیا جاسکتا۔ غیر مسلم کو سلام کرنے کے تعلق سے احادیث میں مختلف احکام ملتے ہیں۔ بعض احادیث میں انھیں سلام کرنے سے منع کیا گیا ہے، جب کہ بعض صحابہ و تابعین سے ثابت ہے کہ وہ انھیں سلام کرتے تھے۔

3۔ غیر مسلموں کی مشابہت سے اجتناب کیا جائے۔

غیر مسلموں کے تہواروں اہم چیز جس کا خیال رکھنا انتہائی اہم ہے۔ وہ یہ کہ دین اسلام میں مسلمانوں کو اپنا تشخص برقرار رکھنے پر زور دیا گیا ہے اور انھیں دیگر قوموں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے:

" عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم[25]"

" حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے"

عہد نبویؐ میں یہود و نصاریٰ کا شمار مذہبی اقوام میں ہوتا تھا۔ عبادات اور معاشرت میں وہ بہت سے ایسے کام انجام دیتے تھے جو ان کی پہچان بن گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ان اعمال میں ان کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا، لہذا جو بھی غیروں سے مشابہت اختیار کریں وہ انہی میں سے ہے، یعنی ان کا حشر بھی ان کافروں سے ہوگا جس کی مشابہت وہ اختیار کر رہے ہوتے ہیں۔

4۔ کھانے کی چیزوں میں احتیاط کرنا چاہیے:

عام طور پر جہاں بھی کوئی پروگرام ہو، چاہے وہ مسلمانوں کا ہو یا غیر مسلموں کا ان میں بالخصوص کھانے کا اہتمام ضرور کیا جا سکتا ہے لہذا جو مسلمان اگر غیر مسلموں کی کوئی تقریب میں جانا چاہے تو کھانے کے حوالے سے اسلام نے جو بنیادی تعلیمات دی ہیں انھیں تقریبات میں بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے، اسلام میں جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام قرار دیا ہے ان میں سے ایک خنزیر ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس کی صراحت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيْرِ[26]"

"اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ تم مردار نہ کھاؤ، خون اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو"

غیر مسلموں کی تقریبات میں شراب اور دیگر نشہ آور مشروبات کا استعمال عام ہے۔ اسلام میں اس کو صراحت کے ساتھ حرام قرار دیا گیا ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

يااَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنصَابُ وَالأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ[27]"

" "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہ شراب، جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں۔ ان سے پرہیز کرو۔ امید ہے کہ تمھیں فلاح نصیب ہوگی" "

اسی طرح رسول اللہ ﷺ[28] نے ارشاد فرمایا:

" عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل مسكر خمر، وكل مسكر حرام، ومن مات وهو يشرب الخمر يدمنها لم يشربها في الآخرة"

" "ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جو بھی اس حال میں مر گیا کہ وہ شراب پی رہا تھا، تو آخرت میں کبھی بھی شراب نہیں پی لے گا"

قرآن مجید میں محرمات کی جو فہرست دی گئی ہے، جس میں ہے وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللہ "غیر مسلموں کے ہاں جن جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں ہے کہ حرام ہے، اس لئے اس کا لحاظ رکھنا لازم ہے، البتہ اس معاملہ میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کو مستثنیٰ رکھا گیا ہے کہ ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ أُوتُواْ الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلُّ لَّهُم[29]

" "آج تمھارے لیے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔ اہل کتاب کا کھانا تمھارے لیے حلال ہے اور تمھارا کھانا ان کے لیے"۔

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ [30] نے اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہے ۔
اہل کتاب کا ذبیحہ ہمارے لیے حلال ہونے کی عام اجازت دینے سے پہلے اس فقرہ کا اعادہ فرما دیا گیا ہے کہ " تمھارے لیے پاک چیزیں حلال کر دی گئیں ہیں "۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہلِ کتاب اگر پاکی وطہارت کے ان قوانین کی پابندی نہ کریں جو شریعت کے نقطہ ٔ نظر سے ضروری ہیں یا اگر ان کے کھانے میں حرام چیزیں شامل ہوں تو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ مثلاً اگر وہ اللہ کا نام لیے بغیر کسی جانور کو ذبح کریں یا اس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیں تو اسے کھانا ہمارے لیے جائز نہیں۔ اسی طرح اگر ان کے دستر خوان پر شراب یا سور یا کوئی اور حرام چیز ہو تو ہم ان کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے"
لہٰذا جو احکامات دین اسلام ہمیں دیتا ہے اس کی پیروی کرنی ہے، اور غیر مسلموں کی کھانے کے حوالے سے انتہائی احتیاط سے کام لے۔ ایسا نہ ہو کہ غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت کر کے حرام چیزوں کا ارتکاب کریں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق بن جائے۔

خلاصۂ بحث

قرآن کریم، احادیث رسول ﷺ، اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے مذکورہ بالا فرامین کی روشنی میں، کافروں سے دوستی، اُن کے مذہبی تہواروں میں کسی قسم کی شمولیت جائز نہیں ہے۔ اگرچہ اسلام نے مذہبی رواداری کی اجازت دی ہے لیکن اس کے معنی ہرگز یہ نہیں کہ یہ رواداری لامحدود ہے۔ لہٰذا غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں میں شرکت، ان کے تہواروں کی تعریف، ان کو مذہبی تہواروں پر مبارکباد دینا، ان کے تہواروں میں ان کی مشابہت اختیار کرنا جیسے کام کرنا اسلامی شریعت میں سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کام کرتا رہا ہے تو اس پر توبہ کرنا اس گناہ سے اجتناب کرنا لازم ہے۔ یہ حکم کفار کے دینی اور ان تہواروں میں شرکت کا ہے جو اہلِ کفر کا شعار وعلامت ہیں، نہ کہ کسی ذاتی تقریب کا، اگر کوئی مسلمان اسلامی حدود کی پاسداری کرتے ہوئے کسی غیر مسلم کی گھریلو تقریب میں یا غیر مذہبی مثلاً ثقافتی، یا سماجی پروگرامات میں شریک ہوتا ہے تو شریعتِ اسلامیہ میں اس کی گنجائش موجود ہے، جب تک مقررہ حدود کو پامال نہ کیا جائے۔ اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلم کی دعوت کو قبول کرنے میں کوئی کراہت نہیں لیکن اس میں بھی حلال چیزوں کو استعمال کی اجازت ہے حرام کی نہیں۔ لیکن یہ اجازت اسی وقت ہے جبکہ وہ تقریب کفار کی دینی تقریب اور ان کی مذہبی علامت نہ ہو اور اگر وہ تقریب کافروں کا دینی تہوار اور ان کا مذہبی شعار ہو تو اب کسی مسلمان کو اس میں شرکت کی اجازت نہیں۔

حوالاجات

[1]۔ سنن ابی داؤد، (حدیث نمبر:1134)
[2]۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم، (م728ھ)
[3]۔ ابوریحان البیرونی، کتاب الہند، الترجم سید اصغر علی، انجمن ترقی ہند، 1941
[4]۔ چمن لال، بھگوت پران، راجہ رام نول کشور بک ڈپو، لکھنؤ
[5]۔ امام ابن القیم، "أحكام أهل الذمة"، دار الافتاء، 1310، جلد 1، صفحہ 441
[6]۔ شفیق الرحمان، دجلہ، غالب پبلشرز، لاہور، 1980
[7]۔ علامہ محمد اقبال، کشاف الالفاظ اقبال، مارچ 1908

[8]۔عبد الوارث ساجد، کرسمس عیسائیت سے مسلمانوں تک، مرکز النور: کالج روڈ، نزد غازی چوک ٹاؤن شپ، لاہور۔ پاکستان، 2016

[9]۔سورۃ الفرقان، 25:72

[10]۔علامہ ابن تیمیہؒ، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ أصحاب الجحیم، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، 1998

[11]۔ابن کثیرؒ، تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)، مکتبہ الاسلامیہ، 1360

[12]۔محمد بن أحمد بن مصطفى بن أحمد المعروف "الشیخ محمد أبو زهرة، زهرة التفاسیر، 1392

[13]۔ سورۃ الکافرون، 109:1

[14]۔سنن أبي داود: کتاب الأیمان والنذور، باب مایؤمر به من الوفاء بالنذر، حدیث نمبر: 3313

[15]۔السنن الکبریٰ للبیهقي: کتاب الجزیة، باب کراهیة الدخول علی أهل الذمة في کنائسهم، حدیث نمبر: 18862 (جلد 9، صفحہ 234)۔

[16]۔ ملا علی قاریؒ، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب دفن المیت

[17]۔Islamweb.net ، فتویٰ نمبر: 26647

[18]۔دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی، فتویٰ نمبر: 144205200388

[19]۔https://darulifta-deoband.com/home/ur/world-religions/130974

[20]۔https://shorturl.at/JvEN3

.[21]محمد سعید عطاری مدنی، دار الافتاء اہلسنت–شرعی مسائل کا مستند حل، فتوی نمبر: WAT-2682

[22]۔سورۃ النساء 48:4

[23]۔مسلم، صحیح مسلم / کتاب الإیمان / حدیث: 259

[24]۔ صحیح البخاري: کتاب الاستئذان، باب کیف یرد علی أهل الذمة السلام، حدیث نمبر: 6257۔

[25]۔سنن أبي داود: کتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، حدیث نمبر: 4031۔

[26]۔سورۃ البقرا 173:2

[27]۔سورۃ المائدہ 90:5

[28]۔ صحیح مسلم: کتاب الأشربة، باب بیان أن کل مسکر خمر وأن کل خمر حرام، رقم الحدیث (2003).

[29]۔سورۃ المائدہ 5:5

[30]۔ابو الاعلیٰ مودودی، سنت کی آئینی حیثیت، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، 1963